باب-08

شیطانی جماعت

(Illuminati)

اِس سے پیشتر کہ الومیناٹی کے بارے میں بات کی جائے یہ ضروری ہے کہ فری میسن جماعت یا Freemasonry کے سلسلے میں کچھ کہا جائے، کیوں کہ یہ ہی موجودہ دَور کے سب شیطانی تحریکوں کی ماں ہے۔ اسے شروع ہوئے دو صدیاں بیت گئیں۔ در اصل یہ ایک یہودی تنظیم ہے۔ اس کی ابتدا سنہ 1717ء کے لگ بھگ برطانیہ کے یہودی حکمرانوں کے ہاتھوں ہوئی، لیکن اب اس نے اپنا جال پوری دنیا میں پھیلا لیا ہے۔ اس وقت امریکہ، جس میں ان کے ممبران کی تعداد سب سے زیادہ ہے، سر فہرست ہو گیا ہے۔ امریکہ کے سابق صدر جارج واشنگٹن اور جرمنی کے مشہور شاعر گوئٹے اس کے سربراہان میں شامل رہ چکے ہیں۔ یورپ میں اول نمبر پر فرانس ہے اور دیگر کئی ممالک بھی اس فہرست میں نمایاں ہیں۔ اگرچہ کہ اس تنظیم کا طریقہ کار انتہائی خفیہ ہوتا ہے تاہم وقت کے ساتھ ساتھ مختلف ذرائع سے ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات دنیا کے سامنے آتی رہتی ہیں۔

دنیا کے بیشتر ممالک کے اہم شہروں میں اس تنظیم کے مراکز ہیں، جو "لاج" کہلاتے ہیں۔ مختلف آزمائشوں سے گزرنے کے بعد ہی کسی کو لاج کا مستقل رکن بنایا جاتا ہے۔ اس کا رکن بننے کیلئے کسی خاص رنگ، مذہب، نسل یا قومیت کی قید نہیں ہوتی۔ ان کی تحریک کا اصل دائرہ کار، بادشاہان، شہزادے، اعلیٰ طبقات کے لوگ اور امراء ہوتے ہیں۔ موجودہ جمہوری نظام میں مختلف ممالک کے صدور، وزرائے اعظم، فوجی افسران، بڑی مذہبی شخصیتیں، بڑے تاجر اور صاحبِ اثر لوگ ان کے خاص آلہ کار ہوتے ہیں۔ منصوبے کے مطابق پہلے ان لوگوں کو تحریک کا راز دار رکن بننے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ پھر انھیں اپنے ڈھب پر لایا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کو اس طرح استعمال کیا جاتا ہے کہ ان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ انھیں کس مقصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ فری میسن برادری کی بنیادی حکمت عملیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے اراکین کے درمیان محبت، اخوت اور زبردست جذبہ پیدا کر دیا جاتا ہے۔ محض لاج کی رکنیت کسی ممبر کو اس بات کا حقدار بنا دیتی ہے کہ دوسرے کے مقابل اسے بہت تیزی سے ترقی ملتی رہے۔

فری میسن کے مرکزی یہودیوں کو Zionist یہودی کہا جاتا ہے۔ Zionist یا صیہون وہ ہوتا ہے جو طبیعتاً سفاک اور سنگدل ہو۔ ایسے لوگ ہر صورت میں اپنے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں، چاہے اس کے لیے لاکھوں آدمی بھی مار دیے جائیں، انھیں کسی بات کی پرواہ نہیں ہوتی۔ یہ عین ممکن ہے کہ کسی فری میسن لاج کے اراکین میں صرف ایک آدھ یہودی ہو یا ممکن ہے کہ اس میں ایک بھی یہودی نہ ہو لیکن اس کی تنظیم اس طرز پر کی گئی کہ اس کے ممبران عالمی صیہونیت کے مقاصد کے حصول کے لیے کام کرتے رہیں۔

فری میسن نے یورپ اور امریکہ کی تاریخ کے بڑے بڑے حادثات، واقعات اور انقلابات میں حصہ لیا۔ امریکہ کی آزادی کی جنگ (1785-1765) اور مشہور فرانسیسی انقلاب (1799-1789) ان واقعات میں سر فہرست ہیں۔ اس سے قبل اس گروہ نے، اگرچہ کہ ابھی بڑی تنظیم کی شکل اختیار نہیں کی تھی، لیکن پھر بھی ترکی میں قائم مسلمانوں کی خلافت کو ختم کرنے کا عزم کیا۔ اس کام کے لیے ایک یہودی ٹولے نے عیسائیت اختیار کی، چرچ میں گھسے اور پھر 1095ء میں ہونے والی مشہور Crusades جنگ کا انتظام کیا۔ ان سب کے باوجود اپنی رازداری کی مہارت کے سبب آج تک ان کا نام کہیں بھی اور کبھی بھی سامنے نہ آسکا۔

فری میسن کا اگلا قدم New World Order بنانے کی طرف شروع ہوا جس کا مقصد پوری دنیا کو Zionist یہودی ٹولے کی خواہشات پر چلانا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کئی برس لگ گئے۔ اس میں سب سے پہلے ترکی میں قائم مسلمانوں کی عثمانیہ خلافت کے مضبوط نظام کو پارہ پارہ کرنا تھا۔ کیوں کہ کروسیڈ یا صلیبی جنگ کے باوجود خلافتِ عثمانیہ کا زور ختم نہ ہو سکا تھا۔ چناں چہ اس کے لیے ان یہودیوں نے دنیا کی پہلی جنگ عظیم (1918-1914) کا اسٹیج تیار کیا۔ اس کے نتیجے میں خلافتِ عثمانیہ ٹوٹ کر کئی مملکتوں میں بدل گئی۔ اس میں ترکی، عراق، ایران، فلسطین کے ممالک کے علاوہ اردن اور سعودی عربیہ کا قیام ہے۔ اس پورے کھیل میں لارنس آف عربیہ کا عمل دخل رہا، جو دراصل فری میسن گروہ کا سرگرم رکن تھا۔

اس ظالم یہودی جتھے نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اپنے ہی مذہب کے لوگوں کو بھی مروانے سے گریز نہیں کیا۔ 1939ء سے 1945ء کے درمیان ہونے والی دوسری جنگِ عظیم میں جرمنی سے تعلق رکھنے والے ہٹلر نے اُن یہودوں کو چن چن کر مارا جو نہایت غریب تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ہٹلر بہ ظاہر تو عیسائی تھا لیکن دراصل وہ فری میسن گروہ کے قبضے میں تھا۔ اس جنگ کے نتیجے میں یہودی ایک مظلوم قوم بن کر سامنے آگئی اور پھر 1948ء میں فلسطین میں ان لوگوں کو باقاعدہ ایک نئی اسرائیلی ریاست کا قیام عمل میں لانے کا جواز سامنے آگیا۔ اب یہ چھوٹی سی ریاست ساری دنیا پر اپنا زور چلاتی ہے۔

Siddiqui Publications

اس کے علاوہ فری میسن نے پوری دنیا کو اپنے زیر نگیں بنانے کا ایک بڑا مالیاتی منصوبہ بھی تیار کیا۔ اس کے تحت دنیا کی تمام دولت اور معیشت کو اپنے کنٹرول میں کرنا تھا۔ سالہا سال سے تجارتی لین دین کے لیے دنیا بھر میں سونے اور چاندی کے سکے چلا کرتے تھے۔ فری میسن جماعت نے اس کو اپنے بس میں کرنے کے لیے بینکنگ کے نظام کو متعارف کروایا۔ اس کے تحت سونے کو بینک میں جمع کرنے پر کاغذ پر اس کی رسید دی جاتی جسے دکھا کر آگے تجارتی لین دین ہونے لگا۔ لوگوں کو اس میں بہت سہولت نظر آئی، یوں یہ نظام پوری دنیا میں بہت تیزی سے پھیلنے لگا۔ پھر بینکوں نے کاغذی نوٹ باقاعدہ چھاپنا شروع کر دیے۔ اور یوں عوام کی اصلی دولت، یعنی سونا، فری میسن بینک مالکان کے پاس جمع ہونے لگ گیا۔ نتیجے میں یہ مخصوص گروہ امیر سے امیر تر ہونے لگا۔ 1916ء میں اُس وقت کے تمام بینکوں نے مل کر ایک مرکزی بینک نیویارک میں قائم کیا جس کا نام Federal Reserve Bank رکھا۔ اس کا بنیادی کام مالیاتی پالیسیاں تیار کرنا ٹھہرا۔ پھر ان لوگوں نے یکے بعد دیگرے کئی مالیاتی ادارے بنائے، جن میں سے آج کے مشہور مالیاتی ادارے، International Monitory Fund(IMF) اور World Bank ہیں۔ اب ان مالیاتی اداروں کا کام دنیا کے تمام غریب ملکوں کو ترقی کے نام پر قرضے دے کر اس کی سودی رقم کی مدد سے مکمل طور پر ان کو اپنا غلام بنالینا ہے۔ پیپر کرنسی کا تعلق فری میسنری گروہ سے ہونے کا ثبوت امریکہ کا ایک ڈالر کا نوٹ ہے جس پر فری میسن کا Logo چھپا ہے۔

پاکستان میں پہلی بار ستر کی دہائی میں فری مسین لاج کی موجودگی کا راز افشا ہوا۔ اس انکشاف پر پر 1973ء میں شہر کراچی میں پاکستان بننے سے بھی پہلے والے ایک پرانے تعمیر شدہ لاج کو حکومت نے اپنے قبضے میں لے لیا اور ساتھ ہی ملک میں ان کی سرگرمیوں پر پابندی بھی لگا دی۔ لیکن اس جماعت کا مکمل خاتمہ نہ ہو سکا۔ چناں چہ، ایک رپورٹ کے مطابق، 1983ء میں مارشل لا ریگولیشن کے تحت ایک بار پھر اس خفیہ تنظیم پر پابندی لگانی پڑی۔ اس موقع پر فوجیوں کے لیے خصوصی احکامات بھی جاری کیے گئے جس میں انھیں یہ پابند کیا گیا کہ کوئی فوجی، فری میسن، لائینز کلب اور روٹری کلب یا ایسی خفیہ تنظیموں کا حصہ نہ بنے۔ غالباً اس کے بعد سے آج تک پاکستان میں فری میسن کا کوئی باقاعدہ لاج پھر نہ بن پایا۔

الومیناٹی، فری میسنری جیسی جماعت ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسی کی ایک شاخ ہو لیکن اس کے مقاصد سیاسی نہیں، بلکہ بہت حد تک سماجی ہیں۔ اس جماعت میں زیادہ تر ان لوگوں کو شامل کیا جاتا ہے جو قدرتی طور پر ذہین، فنکارانہ صلاحیت رکھنے والے اور Talented ہوں۔ یہ لوگ جدت پسند طبیعت رکھتے ہیں۔ ان میں کچھ نیا اور الگ کر کے شہرت حاصل کرنے، امیر بننے اور بہت کم عرصے میں ترقی کے منازل طے کرنے کی خواہش کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوتی ہے۔

الومیناٹی کے مقاصد بے شک سیاسی نہیں لیکن یہ جماعت دنیا بھر میں نہ صرف ایک خفیہ جماعت کی صورت میں کام کررہی ہے بلکہ اب ان کی سرگرمیاں ذات سے نکل کر پورے معاشرے پر اثر انداز ہورہی ہیں۔ ان کو دیکھ کر اب ہر کوئی "کچھ الگ" اور "جدید" کرنے کی دوڑ میں لگ گیا ہے۔

یہ جماعت شیطان کو ایک بڑی طاقت مانتی ہے اوران کا خیر خواہ بھی۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ شیطان ہی ترقی میں درپردہ ان کی بھرپور مدد کرتا ہے۔ دنیا بھر میں خاص طور پر عیسائی لوگ اس تحریک سے بہت زیادہ متاثر ہورہے ہیں۔ پروٹسٹنٹ عیسائی اب یہ سمجھنے لگے ہیں کہ یہ جماعت فری میسن کی طرح بااثر افراد کا ایسا ٹولہ ہے جو پوری دنیا میں معاشرے کو مذہبی طور پر گمراہ کرکے لادینیت بلکہ شیطانیت کی طرف ڈھکیل رہا ہے۔ چناں چہ پروٹسٹنٹ عیسائی، الومیناٹی جماعت کو Antichrist جماعت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان عیسائیوں کا کہنا ہے کہ اس جماعت کی سرگرمیاں اس حد تک بڑھ چکی ہیں کہ یہ تحریک اب ایک Satanic New World Order ترتیب دینے کی طرف گامزن ہے۔

مسلمانوں کے پاس بھی شیطان کا کام یہی مانا جاتا ہے کہ وہ آدمیوں کو گناہ پر آمادہ کرتا رہے اور انھیں مستقل گمراہی کے راستے پر ڈالتا رہے۔ الومیناٹی جماعت کے لوگوں کو دیکھ کر یہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت شیطان ان لوگوں کو بڑے پیمانے پر اپنا بنانے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ عیسائی ان کو Antichrist کہتے ہیں تو مسلمان اگر ان لوگوں کو "شیطان کے چیلے" کہیں تو اس میں وہ بالکل حق بہ جانب ہوں گے۔ خدا کو بھول کر شیطان کی طاقت کے آگے سرنگوں ہوجانا اسلام میں شرک عظیم ہے۔

اس جماعت میں ہر طرح کے اور ہر پیشے سے تعلق رکھنے والے افراد موجود ہیں۔ لیکن شوبزنس کے لوگ بہ طور الومیناٹی بہت واضح اور نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے کہ آرٹ، نمائش ہی کی چیز ہے اور اس کے دیکھنے والے فطری طور پر ان ہی میں زیادہ کشش محسوس کرتے ہیں۔

دنیا بھر میں شوبزنس کا سب سے بڑا پلیٹ فارم امریکہ میں قائم ہالی وڈ ہے۔ آج کے ہالی وڈ، بالخصوص ان کی موسیقی کی دنیا میں الومیناٹی فنکاروں ہی کا غلبہ ہے ۔ ان کے ذریعے عریانیت اور شیطانیت پوری دنیا میں پھیلائی جارہی ہے۔ اس نے اب باقاعدہ انڈسٹری کی صورت اختیار کرلی ہے۔ یہ فنکار اپنی پرفارمنس کے وقت عریانیت کے اظہار میں کم سے کم لباس کو اور جنسی ہیجان کو دکھاتے ہیں۔ اور جب ان کو شیطانیت کا اظہار کرنا ہوتا ہے اُس وقت تو یہ وحشت ناک اور ہیبت ناک شکلیں بھی بنا کر سامنے آتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود لاکھوں افراد ان سب کو کھل کر داد دیتے ہیں ،اور دنیا میں ہر طرف سے واہ واہ ہوتی ہے۔ اس لیے کہ ان کی نظر میں یہ سب، "بالکل جدید" اور "کچھ الگ" ہوتا ہے۔

ذیل میں الومیناٹی فنکاروں کی کچھ صورتِ حال بہ طور نمونہ پیش کی جاتی ہے:

- آج کے جدید ترین ڈانس Krumping, Felexing,Tutting اور Turfing وغیرہ ہیں۔ اس قسم کے ڈانس کرنے والوں کا یہ کہنا ہے کہ ہمارے لیے یہ ڈانس اب نشہ بن چکا ہے۔ اس کے بغیر ہمارا ایک دن بھی گذارنا مشکل ہو جاتا ہے۔
- دنیا بھر میں نہایت مقبول اور مشہور گلوکار اور ڈانسر مائیکل جیکسن، جس نے اپنے آپ کو الومیناٹی جماعت سے ایک عرصے تک منسلک بتایا تھا، اس کا ڈانس اور گلوکاری کے حوالے سے کہنا ہے:

"I am slave to the rhythm".

(میں سُر اور تال کا غلام بن کر رہ گیا ہوں)

- ہالی وڈ کی لیڈی گاگا، نکی مناج اور ریحانا وغیرہ الومیناٹی جماعت سے جُڑی وہ فنکارائیں ہیں جن کا شمار آج کی صفِ اول کی پاپ آرٹسٹوں میں ہوتا ہے۔ ان کے ریکارڈز اور ویڈیوز لاکھوں کی تعداد میں اور ہاتھوں ہاتھ بکتے ہیں۔ ان کی خصوصیت اپنے نام نہاد فن سے لوگوں میں عریانیت اور ان کو جنسی بے راہ روی پر اُکسانا ہے۔ اس کے عوض انھیں بے پناہ مالی فائدہ اور شہرت حاصل ہے۔
- ہالی وڈ کی ایک الومیناٹی، کیشا مقبول پاپ آرٹسٹ مانی جاتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ شیطان کی پرستش کرتی ہے۔ اسی کیفیت میں اُس نے 2013ء میں بالکل نئی طرز کا ایک گانا Dancing with the Devil کے نام سے تیار کیا۔ اس کی یہ ویڈیو نہایت شوق سے دیکھی گئی۔ اس کے دیکھنے والوں کی تعداد ڈیڑھ ملین سے بھی زیادہ رہی۔ اس ویڈیو میں اس کی تمام پرفارمانس میں ایک وحشت اور شیطانیت بھی ٹپکتی ہے۔ اس کے گانے کے الفاظ نہایت قابلِ غور ہیں:

I sold my soul. There ain't no turning back.
I keep on dancing with the Devil.

(میں نے اپنی روح کا سودا کر لیا ہے۔ اب میرے پاس واپسی کا راستہ نہیں۔ میں شیطان کے ساتھ ناچنے پر مجبور ہوں)

- ہالی وڈ کی ایک گلوکارہ جینی اورٹیگا کو جب اس بات کا احساس ہوا کہ یہ سب کچھ غلط ہو رہا ہے تو اس نے الومیناٹی جماعت کو خیر باد کہنے کی ٹھانی اور اس کی وجہ یہ بتائی:

"Now I am not a person, I am a product".

(اب میں ایک شخص نہیں رہی بلکہ ایک صنعتی شئے بن گئی ہوں)

- کہا جاتا ہے کہ مائیکل جیکسن نے اس دوزخ سے نکلنا چاہا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی موت طبعی طور پر نہ ہو سکی۔ ایسے کئی آرٹسٹ ہیں جن کے ضمیر جاگتے ہیں۔ اور ان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کے ٹیلنٹ کا بہت غلط استعمال ہو رہا ہے، لیکن وہ اس بھنور سے نکل نہیں پاتے۔

ہالی وڈ، جس کو الومیناٹی جماعت کنٹرول کرتی ہے، نے نہ صرف میوزک انڈسٹری کے ذریعہ Entertainment کے نام پر عریانی اور فحاشی کو عام کرنے کے پروگرام پر عمل کیا بلکہ اپنی فلموں کی مدد سے تمام دنیا پر امریکہ کی سیاسی فوقیت کو قائم کرنے کے ایجنڈے کی بھی تکمیل کی۔ ان کی فلموں نے کئی مسلم ممالک سے متعلق ڈس انفارمایشن پھیلائی، تاکہ ان ملکوں میں امریک کی سیاسی مداخلت کے لیے سہولت پیدا ہوسکے۔ اس کے علاوہ ان کی فلموں نے دنیا بھر میں "اسلامی دہشت گردی" کے خوف کو پھیلانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

اسی ہالی وڈ نے شیطان کی ذات کو دنیاوی ترقی کے لیے اہم ترین بنا کر پیش کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس الومیناٹی جماعت نے شیطان کے لیے اپنی طرف سے ایک خیالی شکل بھی دی اور ہالی وڈ میں اس کا بت تیار کیا جس کا نام Baphomet رکھا اور پھر اپنے فنکاروں سے اس کی باقاعدہ پرستش کا سلسلہ قائم کیا۔ اب یہ تمام لوگ Devil Worshiper کہلاتے ہیں۔

خیال رہے کہ ہالی وڈ کے یہ سب فنکار ابتدا میں اپنی خداداد صلاحیتوں اور حسین اور معصوم چہروں کے ساتھ یہاں پہنچے تھے، لیکن الومیناٹی گروہ کے ہتھے چڑھنے پر ان کو مسلسل منفی اور مکروہ طریقوں سے پیش کیا گیا۔ اس کے بدل میں انھیں دولت اور شہرت تو ملی لیکن بہت تیزی سے ان کی ذاتی صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ گئیں اور پھر ان ستاروں کے چہرے اور جسم بھی ایک شیطانی وحشت میں تبدیل ہوگئے۔۔۔ یوٹیوب کی ایک ویڈیو، بہ عنوان Illuminati Stars - Before And After، اس کا ایک نمونہ ہے، جس میں ان فنکاروں کی تبدیلی کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے، (دیکھیں URL, Link-2)۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ الومیناٹی کے تمام مرکزی کردار یہودی ہیں جن کے مذہب میں شیطان کا کوئی تصور نہیں۔ آج اسی یہود کی شیطان سے جُڑی مہم جوئی کا شکار ہونے والے سب کے سب عیسائی ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ان یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف سے تو سولی پر چڑھا ہی دیا تھا۔ اگر اب ان کے ماننے والوں کے ساتھ ایسا کیا جارہا ہے تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ۔۔۔ اسلام کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ دینِ اسلام میں بھی تفریق اور تقسیم کی بنیاد ڈالنے والے یہودی ہی تھے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے "سازشیں کرنا" ان یہودیوں کے پاس ایمان کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن بھی ان لوگوں کے بارے میں کہتا ہے، لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ، یعنی [اے نبیؐ!] آپ یقیناً ایمان والوں کے حق میں عداوت و دشمنی کے لحاظ سے سب سے زیادہ سخت یہودیوں کو پائیں گے، (المائدہ:۸۲)۔